سوال

(106)گائے کے عقیقے کا کیا حکم ہے۔؟عقیقہ میں قربانی کے شرائط ہیں یا نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گائے کے عقیقے کا کیا حکم ہے۔؟عقیقہ میں قربانی کے شرائط ہیں یا نہیں؟عقیقہ واجب ہے یا سنت؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام کے گائے کا عقیقہ کرنا قرون ثلاثہ میں سے اصح الحدیث والاثر کے ساتھ ثابت ہے یا نہیں؟ما سوا طبرانی کی روایت کے جو نیل الاوطار میں ہے۔اور آپ ﷺ نے جو لفظ عقیقہ کو مکروہ جان کر اس کا نام نسیکہ رکھا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے۔؟کیا جو شرائط قربانی میں ہیں۔اس میں بھی مشروط ہیں یا نہ یعنی عیب اور نقصان وغیرہ سے جانور کا بری ہونا اور دو دانت ہونا اور گائے کا سات سات کی طرف سے مشروع ہونا شرط ہونا شرط ہے یا نہیں۔اور امام مالک اور رافعی وغیرہ کا مذہب کہاں تک صحیح ہے۔اور جمہور کے پاس کیا دلیل ہے۔جو گائے کے عقیقہ کے بھی قائل ہیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

1۔طبرانی اور ابو الشیخ کی روایت جو نیل الاوطار میں ہے۔اس کے سوا اور کوئی روایت یاد نہیں۔

2۔مشکوٰۃ میں ہے۔(مشکوٰۃ باب العقیقہ فصل 3ص363)

ترجمہ۔رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سوال ہوا۔تو فرمایا کہ اللہ عقوق کو پسند نہیں کرتا گویا کہ آپ ﷺ نے عقیقہ کا نام مکروہ سمجھا اور فرمایا کہ جس شخص کے ہاں اولاد ہو۔اور وہ نسیکہ

کرنا دوست رکھے۔تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔منتقیٰ میں ہے۔(احمد۔ابو داؤد۔(منتقیٰ کتاب العقیقہ)

رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے متعلق سوال ہوا فرمایا میں عقوق کو دوست نہیں رکھتا گویا آپ نے عقیقہ نام مکروہ سمجھا۔لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا سوال اس شخص سے ہے۔جو کے ہاں اولاد ہو فرمایا جو دوست رکھے۔کہ اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو وہ دو بکریاں ہم عمر لڑکے کی طرف سے کرے۔اور ایک لڑکی کی طرف سے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نسیکہ

کہنے کی یہ وجہ نہیں کے اس کے احکام قربانی کے ہیں۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقیقہ چونکہ عقوق سے ہے۔ جس کے معنی کاٹنے کے ہیں۔ اور اسی سے عاق ہے۔ اسی لیے عقیقہ کے نام کو مکروہ جانا اور اس کی بجائے نسیکہ نام پسند کیا۔

پس اسے سے قربانی کے احکام سمجھنا غلطی ہے۔ علاوہ اس کے قربانی میں تو ایک بکری گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔ اور عقیقہ میں ایک بکری ایک لڑکے کی طرف سے کافی نہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں دو بکریاں بتلائی ہیں۔ تو پھر اس سے قربانی والے احکام کس طرح سمجھے جا سکتے ہیں۔ ہاں بعض اور روایتوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ عمر قربانی والی ہونی چاہیے۔

نوٹ۔

عقیقہ کے نام سے کراہت تنزیہی مراد ہے۔ یعنی یہ نام بہتر نہیں۔ اگر بالکل منع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ خود اس کا استعمال نہ کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ ملاحظہ ہو مشکواۃ وغیرہ۔

نوٹ۔

عقیقہ کے واجب اور غیر واجب ہونے میں اختلاف ہے۔ حسن بصریؒ تابعی اور ظاہر یہ وجوب کے قائل ہیں۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ سنت ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں نہ فرض ہے نہ سنت۔ اور کہا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نفل ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد کے نزدیک قربانی کے ساتھ منسوخ ہوگیا۔ اور امام ابو حنیفہ سے بھی یہ روایت ہے۔ کہ یہ جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے اس مٹا دیا۔ شاید امام ابو حنیفہ کو عقیقہ کی احادیث نہ پہنچی ہوں۔ یہ تمام اقوال امام شوکانی نے نیل الاوطار جلد 4 ص 367 میں زکر کیے ہیں۔ امام شوکانی کا میلان جمہور کے مذہب کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جمہور کی دلیل حدیث مذکور پش کی ہے۔

اس حدیث میں من احب (جو دوست رکھے۔) کا لفظ چاہتا ہے۔ کہ عقیقہ ضروری نہ ہو مگر دلیل کمزور ہے۔ کیونکہ دوسری احادیث سے ضروری ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض روایتوں میں صیغہ امر آیا ہے۔ اہریقو عنہ دما (اس خون سے بہاؤ) آیا ہے۔ جو وجوب کےلئے آیا ہے۔ اور بعض میں رہنہ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ عقیقہ نہ ہو۔ تو بچہ ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکتا۔ یا عقیقہ ایسا لازمی ہے۔ جیسے کوئی شے گرد ہوتی ہے۔ اور قرض کی ادائیگی کے بغیر چھوٹ نہیں سکتی۔ اور بعض نے اس کے معنی کیے ہیں۔ کہ وہ گرد کی طرح بند ہے۔ جب تک عقیقہ نہ کیا جائے نام نہ رکھا جائے۔ نہ بال اتارے جائیں۔ نام رکھنے بال اتارنے سے تو چارہ نہیں۔ پس عقیقہ بھی ضروری ہوگیا۔

اور بعض روایتوں میں امرنا کا لفظ آیا ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عقیقہ کا حکم دیا ہے۔ اس سے بھی وجوب ثابت ہوتا ہے۔

امام شوکانیؒ نیل الاوطار جلد 4 ص 367 میں لکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ الفاظ اصل میں وجوب کےلئے ہیں۔ مگر من احب کا لفظ قرینہ صارفہ ہے۔ اس لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان الفاظ سے وجوب مراد نہیں۔ بلکہ امر استحبابی مراد ہے۔ لیکن امام شوکانی کا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ امر کا صیغہ یا امر کا لفظ تو کبھی قرینہ کے ساتھ استحباب کےلئے آجاتا ہے۔ لیکن رہنہ کے معنی استحباب کےلئے مشکل ہیں۔ علاوہ اس کے من احب کا لفظ استحباب کےلئے تسلی بخش دلیل نہیں۔ دیکھئے قرآن مجید میں ہے۔

کہہ دے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔

اس آیت میں وہی محبت کا لفظ ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ کی اتباع ضروری ہے۔ ٹھیک اسی طرح حدیث مذکور کو سمجھ لینا چاہیے۔ اصل بات یہ کہ!

شرط ہوتی ہے۔ ویسے ہی اجزاء کا حکم ہوتا ہے۔ اللہ کی محبت چونکہ ضروری ہے۔ اس لئے آپ کی اتباع بھی ضروری ہے۔ اس طرح عقیقہ چونکہ ضروری ہے۔ جیسے کہ ابھی بیان ہوا

ہے۔ اس لئے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہم عمر1 اور لڑکی کی طرف سے ایک ضروری ہے۔ یعنی کم نہ کرہاں اگر حدیث یوں ہوتی تو کہ جو عقیقہ کرنا دوست رکھے۔ وہ عقیقہ کرے تو پھر یہ حدیث استحباب کی دلیل بن سکتی تھی اب نہیں۔

1۔ ہم عمر سے مراد یہ ہے کہ دونوں جانور مسنہ ہوں۔

علاوہ اس سے محبت کے لفظ سے خلوص مقصود ہے۔ پس اس صورت میں مقصد یہ ہوگا۔ جو اخلاص سے عقیقہ کرے وہ دو بکریاں ہم عمر لڑکے کی طرف کرے۔ اور ایک لڑکی کی طرف سے اورظاہر ہے کہ اخلاص ضروری ہے۔ پس عقیقہ خود ہی ضروری ہوگیا۔ (تنظیم اہل حدیث جلد نمبر 13 ش 12)

ھٰذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 13 ص 208-211

محدث فتویٰ